Volume 04, Issue 01,
January-March 2026
PP: 196-208
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

استنباطِ احکام میں اسباب ورود الحدیث کی تشریعی حیثیت

(امام سیوطیؒ کے منہج کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

The Legislative Significance of Asbāb Wurūd al-Ḥadīth in the Derivation of Legal Rulings: A Critical and Analytical Study of Imam al-Suyūṭī's Methodology

Article QR

Hafiz Muhammad Behram[1]*, Dr. Irfan Jafar [2]

Article History

Received
16-03-2026

Accepted
30-03-2026

Published
31-03-2026

Abstract & Indexing

Abstract

The science of Asbāb Wurūd al-Ḥadīth occupies a significant position in the understanding and interpretation of Prophetic traditions, as it provides the historical, situational, and contextual background in which a Hadith was articulated. Just as Asbāb al-Nuzūl is essential for the proper exegesis of the Qur'an, knowledge of the causes and circumstances of Hadith narration is indispensable for sound legal deduction (Istinbāṭ -e-Aḥkām) and balanced juristic interpretation. This research examines the legislative significance of Asbāb Wurūd al-Ḥadīth in the derivation of Islamic legal rulings through a critical and analytical study of the methodology of Imam Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī (849–911 AH). The study particularly focuses on Imam al-Suyūṭī's renowned work Al-Lumaʿ fī Asbāb Wurūd al-Ḥadīth, which is considered the first independent and systematically arranged compilation in this discipline. This research also presents a critical evaluation of al-Suyūṭī's organizational structure by identifying certain technical limitations, including the placement of some narrations under unrelated jurisprudential chapters and the omission of important legal topics such as Zakāt, Ḥudūd, and Jihād. Despite these limitations, the study concludes that Al-Lumaʿ remains a foundational contribution to the science of Asbāb Wurūd al-Ḥadīth and an essential guide for jurists and researchers in understanding the objectives and legal implications of Prophetic traditions. By linking the methodology of Asbāb al-Wurūd with Maqāṣid al-Sunnah, the study demonstrates that contextual interpretation enables a more balanced, moderate, and comprehensive application of Prophetic teachings in accordance with changing times and circumstances. The research ultimately argues that reviving this discipline is crucial for contemporary Islamic scholarship, legal reasoning, and the promotion of intellectual moderation within Muslim societies.

Keywords:

Asbāb Wurūd al-Ḥadīth, Imam al-Suyūṭī, Al-Lumaʿ, Istinbāṭ al-Aḥkām, Maqāṣid al-Sunnah, Hadith Methodology, Contextual Interpretation, Islamic Jurisprudence.

[1]*M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.*
hafizmuhammadbehram@gmail.com ***Corresponding Author**
[2]*Assistant Prof, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.*
i.z03035040887@gmail.com

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

علمِ حدیث کی وسیع و عریض کائنات میں "سببِ ورود" کی حیثیت محض ایک تاریخی پس منظر کی نہیں، بلکہ یہ وہ کلیدی دریچہ ہے جس کے ذریعے کلامِ نبوی ﷺ کی اصل روح اور اس کے مقاصد تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ (1) جس طرح فصاحت و بلاغت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کلام کی خوبی اس کے حالات کے مطابق ہونے میں ہے، اسی طرح احادیثِ مبارکہ بھی کسی نہ کسی ضرورت، سوال یا واقعے کے جواب میں صادر ہوئی ہیں۔ اس پس منظر کو سمجھے بغیر حدیث کے لفظی ترجمے پر اکتفا کرنا بعض اوقات فکری لغزشوں اور غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے۔

اسلامی علوم کے ماہرین، بالخصوص مفسرین اور محدثین نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ نصوص (قرآن و حدیث) کا اپنا ایک خاص سیاق و سباق ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن کریم کی آیات کے فہم کے لیے "شانِ نزول" ناگزیر ہے، بالکل اسی طرح احادیث کی تفہیم کے لیے سببِ ورود کا علم ایک ناگزیر ضرورت ہے (2) یہ علم ہمیں بتاتا ہے کہ ایک مخصوص ارشادِ گرامی کن حالات میں، کس سائل کے لیے اور کس مقصد کے تحت فرمایا گیا تھا۔ یہ جانکاری ہمیں حدیث کے عمومی اور خصوصی اطلاق میں فرق کرنے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سببِ ورود کا علم ان کے مشاہدے کا حصہ تھا۔ وہ ان واقعات کے عینی شاہد تھے جن کے جواب میں وحیِ خفی (حدیث) نازل ہو رہی تھی، اسی لیے انہیں تفہیمِ دین میں وہ ملکہ حاصل تھا جو بعد والوں کے لیے صرف علمی محنت سے ممکن ہے۔ جب اسلام کی سرحدیں پھیلیں اور عجمی و غیر عرب لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، تو الفاظ کے پس منظر سے ناواقفیت کی بنا پر غلط تعبیرات کا خطرہ پیدا ہوا۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر محدثین نے اس فن کو ایک مستقل علم کی حیثیت دی تاکہ کلامِ رسول ﷺ کو ہر قسم کی تحریفِ معنوی سے بچایا جا سکے۔ (3)

سببِ ورود کی اہمیت کا ایک نمایاں پہلو احکامِ شرعیہ کی حکمت اور ان کی علتوں کا ادراک ہے[4]۔ شریعتِ مطہرہ کا کوئی بھی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ جب ایک طالبِ علم یہ جان لیتا ہے کہ فلاں حکم کسی خاص تادیبی کارروائی کے طور پر تھا یا کسی عارضی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے، تو اس کے لیے دین کی ابدیت اور لچک کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ علم فقہاء کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ یہ طے کر سکیں کہ آیا کوئی حکم قیامت تک کے لیے ایک مستقل قانون ہے یا وہ کسی خاص وقت اور مقام کے ساتھ مشروط تھا۔

مختصر یہ کہ سببِ ورود پر گفتگو دراصل حدیثِ رسول ﷺ کے درست فہم کی تمہید ہے۔ یہ وہ میزان ہے جس سے احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کیا جاتا ہے اور شارحینِ حدیث اس کی روشنی میں متن کے پوشیدہ گوشوں کو وا کرتے ہیں۔ اس فن میں مہارت کے بغیر حدیث سے استنباط و استدلال کا حق ادا کرنا ممکن نہیں، کیونکہ کلام کی تفہیم کا حق تب ہی ادا ہوتا ہے جب متکلم کے منشا اور مخاطب کے احوال دونوں پیشِ نظر ہوں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ (849ھ-911ھ) اسلامی تاریخ کی ان ہمہ گیر شخصیتوں میں سے ایک ہیں جنہیں "مجددِ وقت" اور "امامِ فن" تسلیم کیا گیا۔ بحیثیت محدث آپ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ آپ کو اپنے دور کا "حافظِ حدیث" کہا جاتا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو لاکھوں احادیث اپنی اسناد اور جرح و تعدیل کے ساتھ ازبر تھیں۔ آپ نے نہ صرف احادیث کو جمع کیا بلکہ ان کی چھان پھٹک اور ان سے استنباطِ احکام کے لیے ایسے قواعد مرتب کیے جو آج بھی مدارس اور جامعات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علومِ حدیث کے میدان میں آپ کی مہارت کا اندازہ آپ کی مایہ ناز تصنیف "**تدریب الراوی** " سے لگایا جا سکتا ہے، جو امام نوویؒ کی "**تقریب**" کی شرح ہے۔ یہ کتاب آج بھی اصولِ حدیث کے طالب علموں کے لیے ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں آپ نے حدیث کی اقسام، صحت و سقم کے معیار اور راویوں کے احوال کو نہایت باریک بینی سے جمع کیا ہے۔ آپ کی علمی بصیرت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے مشکل اور پیچیدہ احادیث کی تشریح کے لیے فنِ سببِ ورود پر بنام "**اللمع فی اسباب ورود الحدیث**" کام کیا اور بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق پیدا کرنے کے نئے راستے دکھائے۔

امام سیوطیؒ کی ایک بڑی خدمت احادیثِ مبارکہ کی عظیم الشان درجہ بندی اور ان کا مجموعہ تیار کرنا ہے۔ آپ کی کتاب "**الجامع الکبیر** "(**جمع الجوامع**) اور اس کی تلخیص "**الجامع الصغیر** "فنِ حدیث میں سنگِ میل ثابت ہوئیں۔ آپ کا مقصد دنیا بھر میں بکھری ہوئی احادیث کو ایک جگہ جمع کرنا تھا تاکہ اہلِ مفتیان اور محققین کو مراجعت میں آسانی ہو۔ آپ کی ان کاوشوں کی بدولت حدیث کا ایک بڑا ذخیرہ ضائع ہونے سے بچ گیا اور آنے والی نسلوں کے لیے علم کے مستند مآخذ تک رسائی سہل ہو گئی۔

آپ کی انفرادیت یہ بھی ہے کہ آپ صرف ایک راوی یا جامع نہیں تھے، بلکہ ایک نقاد اور پارکھ بھی تھے۔ آپ نے موضوع (جعلی) احادیث کی پہچان کے لیے "**اللآلي المصنوعة** "لکھ کر حدیث کے صاف ستھرے ذخیرے کو ملاوٹ سے پاک کیا۔ آپ نے احادیث کی فنی حیثیت، ان کے اسقام اور راویوں کے مراتب پر ایسی جچی تلی رائے دی کہ متاخرین محدثین نے آپ کے فیصلوں پر اعتماد کیا۔ آپ کا تبحرِ علمی اس درجے پر تھا کہ جمہور نے آپ کو مجتہد قرار دیا اور ثابت کیا کہ آپ کے پاس قرآن و سنت سے براہِ راست مسائل نکالنے کی مکمل اہلیت موجود ہے۔

تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف کے میدان میں امام سیوطیؒ کا اسلوب نہایت جامع اور مدلل ہے۔ آپ نے تقریباً 600 سے زائد کتب تصنیف کیں، جن میں سے ایک بڑا حصہ براہِ راست حدیث اور اس کے متعلقہ علوم پر مشتمل ہے۔ آپ کے علم کا فیضان صرف مصر تک محدود نہیں رہا بلکہ حجاز، ہند اور بلادِ عجم تک پہنچا۔ آج کوئی بھی محدث یا محقق امام سیوطیؒ کے علمی کام سے استفادہ کیے بغیر حدیث کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کی زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ آپ نے اپنی پوری توانائی سنتِ نبوی ﷺ کے دفاع اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دی تھی۔

سببِ ورودِ حدیث کا معنی و مفہوم

سبب کا لغوی معنی لغت ہذیل کے مطابق "رسی" ہے۔[5] اس سے مراد ہر ایسی چیز بھی ہے جس سے غیر تک رسائی حاصل کی جا سکے۔[6]

اصطلاحی تعریف

"هو علم يبحث فيه عن الأسباب الداعية الى ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم أولا وهذا السبب قديكون سؤالا وقديكون قصة وقدتكون حادثة فيقول النبي صلى الله عليه وسلم الحديث بسببه أو بسببها"[7]

"یہ وہ علم ہے جس میں ان اسباب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے جو ابتدائی طور پر آپ ﷺ کی کسی حدیث کے وجود میں آنے کا

باعث بنیں، یہ سبب کبھی کوئی سوال ہوتا ہے اور کبھی کوئی واقعہ یا حادثہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کوئی حدیث صادر فرماتے ہیں"۔

اس حوالے سے امام سیوطیؒ مزید نقل کرتے ہیں کہ:

"سبب ورود حدیث سے مراد حدیث کے عموم، خصوص، مطلق، مقید، یا منسوخ وغیرہ کے لحاظ سے حدیث کی تحدید کرنا بھی ہے۔"[8]

جب کسی حدیث کے سبب ورود کا جان لیا جائے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ اس حدیث میں بیان کردہ حکم اپنی عمومیت پر ہے، مخصوص ہے، مطلق ہے، مقید ہے، ناسخ ہے یا منسوخ ہے۔ بعض اوقات حکم عام ہوتا ہے لیکن مورد خاص ہوتا ہے اسی طرح کبھی کبھار مورد عام ہوتا ہے لیکن حکم خاص ہوتا ہے۔ یہ ساری تفصیل جاننے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے "سبب ورود حدیث" کی معرفت۔

سبب ورود حدیث کی بنیادی شرائط

سبب ورود حدیث کے معتبر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل دو خصوصیات پائی جائیں:

1. **ناقل صحابی ہو:** حدیث کو نقل کرنے والے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ ہوں۔ کیونکہ سبب ورود حدیث ایسی چیز ہے جسے آپ ﷺ کے زمانے کا کوئی شخص ہی نقل کر سکتا ہے۔[9] یعنی یہ ایسی چیز نہیں جسے اجتہاد یا قیاس کے ذریعے معلوم کیا جا سکے۔
2. **واقعہ دور نبوی کا ہو:** جو واقعہ یا سوال حدیث کا سبب ورود قرار دیا گیا ہے اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے کا ہو اور اس حدیث کا ورود اس کی وجہ سے ہوا ہو۔

اس علم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ استدلالات شامل نہیں ہوتے جو انہوں نے حدیث کے ورود کے بعد اس حدیث سے کیے ہوں۔ مثلاً اگر کسی صحابی نے کسی مسئلے پر بطور دلیل کے کوئی حدیث ذکر کی حالانکہ آپ ﷺ نے اس کی وجہ سے وہ حدیث ارشاد نہیں فرمائی تو یہ سبب ورود حدیث نہیں کہلائے گا بلکہ اسے سبب ذکر حدیث کہا جائے گا کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو یہاں اس وجہ سے ذکر کیا۔[10]

اسباب ورود حدیث کی اقسام

اسباب ورود حدیث کی تین اقسام ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں ملاحظہ کیجئے:

1. **آیت قرآنی کا سبب بیان کرنا:** قرآن پاک کی کوئی آیت ایسے لفظ کے ساتھ نازل ہوئی ہو جو عام ہو مگر اس سے مراد کچھ مخصوص ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ملاحظہ فرمائیں:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾[11]

"وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں شرک کو نہ ملایا تو انہی کے لیے امان ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام یہ سمجھے کہ اس میں حد سے تجاوز کرنے اور ظلم کی بات ہو رہی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا مذکورہ آیت میں "ظلم" سے مراد "شرک" ہے۔[12]

2. **حدیث رسول ﷺ کا سبب بیان کرنا:** رسول اللہ ﷺ ایسی بات ارشاد فرمائیں جس کا فہم بعض صحابہ کرام کے لئے مشکل ہو تو آپ ﷺ کسی اور حدیث سے اس اشکال کو دور فرمادیں۔ اور اس عنوان "اسباب ورود حدیث" کی اکثر احادیث کا تعلق اسی قبیلہ سے ہے۔ ذیل میں حدیث اس ضمن میں نقل ہے

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ "، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ "، قَالَ عُمَرُ: فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ))[13]

" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: ایک جنازہ گزرا تو اس کی اچھی صفت بیان کی گئی، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ "اس کے بعد ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی بری صفت بیان کی گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ "اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا" : آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! ایک جنازہ گزرا اور اس کی اچھی صفت بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: 'واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔' ایک اور جنازہ گزرا اور اس کی بری صفت بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: 'واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔' (اس کا مطلب کیا ہے؟) "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : جس کی تم لوگوں نے اچھی صفت بیان کی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بری صفت بیان کی اس کے لیے آگ واجب ہو گئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔"

3. **ورود حدیث کا سبب سامعین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے متعلق ہو:** اس حوالے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہے جو کہ حسب ذیل ہے:

((عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: جَاءَ الشَّرِيدُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَذَرْتُ إِنِ اللَّهَ فَتَحَ عَلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَا هُنَا فَصَلِّ»، ثُمَّ عَادَ حَتَّى قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ هَذِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «هَاهُنَا فَصَلِّ» ثُمَّ قَالَ لَهُ فِي الرَّابِعَةِ: " اذْهَبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ صَلَّيْتَ هَاهُنَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ، ثُمَّ قَالَ: صَلَاةٌ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ))[14]

"عطاء بن رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شرید آئے اور عرض کرتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ، میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی آپ کو فتح عطا فرمائے گا تو میں بیت المقدس میں نماز ادا کروں گا، پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو یہیں نماز ادا کر لے، (وہ بار بار اپنی منت کا تذکرہ کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ انہیں یہی جواب ارشاد فرماتے رہے) پھر آپ ﷺ نے چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا، ٹھیک ہے جاؤ! پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تو اگر یہیں نماز ادا کر لیتا تو تیرے لیے یہ کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا لاکھ درجے افضل ہے۔"

اسباب ورد الحدیث میں امام سیوطی کا منہج

اسباب ورود حدیث کے عنوان پر آپ کی مایہ ناز تالیف "اللمع فی اسباب ورود الحدیث "ہے۔ آپ کے مطابق سبب ورود حدیث کا مقام قرآن کے شان نزول جیسا ہے۔ اور شان نزول قرآن پر آپ سے پہلے ائمہ نے متعدد تصانیف کیں اور آپ نے بھی نزول قرآن پر شاندار کتاب "لباب النقول فی اسباب النزول " تالیف فرمائی۔ اور اسباب ورود حدیث پر متقدمین نے اپنے مقدمات میں ابحاث تو کیں۔ لیکن باقاعدہ کتاب کی صورت میں اسے پہلی مرتبہ امام سیوطی نے مرتب کیا اور مذکورہ کتاب آپنے تحریر فرمائی۔ ذیل میں اس کتاب کو مد نظر رکھتے ہوئے امام سیوطیؒ کے منہج کو بیان کیا جائے گا۔

تعارف" اللمع فی اسباب ورود الحدیث"

یہ کتاب ایک مقدمہ اور درج ذیل 11 ابواب پر مشتمل ہے:

1. **باب الطهارة** اس میں 8 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
2. **باب الصلوة** اس میں 11 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
3. **باب الجنازة** اس میں 7 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
4. **باب الصيام** اس میں 5 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
5. **باب الحج** اس میں 3 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
6. **باب البيع** اس میں 8 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
7. **باب النكاح** اس میں 3 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
8. **باب الجنايات** اس میں 5 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
9. **باب الاضحية** اس میں 1 حدیث (مع سبب ورود حدیث) بیان کیں۔
10. **باب الاطعمة** اس میں 3 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔
11. **باب الادب** اس میں 42 احادیث (مع اسباب ورود حدیث) بیان کیں۔

ان ابواب کے تحت احادیث کو ان کے اسباب کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور کبھی ایک حدیث کے متعدد اسباب بھی بیان فرماتے ہیں۔

اللمع فی اسباب ورود الحدیث کا منہج واسلوب

امام سیوطیؒ کے منہج تالیف کے حوالے سے صراحتاً یا اشارتاً ان کی تالیف لطیف میں موجود نہیں ہے لیکن اس کتاب کے مطالعہ سے جو منہج و اسلوب بیان سامنا آتا ہے اس کے نکات حسب ذیل ہیں ملاحظہ کیجئے۔

- ہر باب کے تحت متعدد احادیث ذکر فرماتے ہیں (ماسوائے باب الاضحية)، احادیث باب سے متصل بیان کرتے ہیں۔ اور حدیث بیان کرنے کے بعد اس کے سبب ورود کو بیان کرتے ہیں۔

- حدیث اور سبب ورود حدیث کو تعلیقا بیان کرتے ہیں یعنی جب روایت کسی مشہور کتاب (صحاح وغیرہ) میں درج ہو تو ساری سند کو اختصارا حذف کر دیتے ہیں اور صحابی سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ اور اگر وہ حدیث کسی غیر مشہور (مشیخات و امالی) کتاب سے لی ہو تو پھر آپ سند حدیث کو قاری کے فائدہ کے لئے بیان کر دیتے ہیں۔
- کبھی آپ ایک حدیث کے متعدد اسباب بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے لفظ "سبب" نکرہ لاتے ہیں تا کہ یہ اشارہ ہو جائے کہ یہ روایت ایک سبب ورود میں منحصر نہیں۔
- حدیث اور سبب ورود حدیث کو بیان کرنے لئے قابل اعتماد کتابوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ان کتابوں میں جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، مشیخات، امالی[15] وغیرہ اور بعض کتب تاریخ بھی شامل ہیں۔
- سبب ورود حدیث کو بیان کرنے کے لئے اکثر آپ ایک حدیث پر اکتفاء کرتے ہیں مگر کبھی ایک روایت کو مختلف طرق کے ساتھ بھی بیان فرماتے ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث" **افطر الحاجم والمحجوم**"[16]۔اسے"**عن انس واخرجه من احمد والنسائی** " کے طریق سے بیان کیا اور پھر اسے"**ثوبان واخرجه من سنن ابی داؤد**"کے طریق سے بیان کیا۔
- اگر حدیث کے متون مختلف ہوں تو مختلف کتب سے اس روایت کو بیان کر دیتے ہیں تا کہ مختلف متون پر واقفیت ہو جائے۔ جیسا کہ یہ حدیث"**لا تقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین** "[17]

"اللمع فی اسباب ورودالحدیث "میں امام سیوطی کا تفرد

امام سیوطیؒ کا منہج تالیف ایک جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ اس ضمن میں کچھ آپ کے انفرادی منہج واسلوب کے نکات کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

- **باب الطهارة** کا آغاز اس حدیث"**انما الاعمال بالنیات** " سے کیا حالانکہ اس روایت کا اس سے باب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح باب الجنائز میں یہ حدیث ذکر کی"**ان الله قال اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیه فصبر عوضته منهما بالجنة** " جبکہ اس روایت کو **باب الصبر، باب الادب ، باب الرقاق** وغیرہ میں ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا۔
- آپ" **باب کذا**" کہہ کر اس پر احادیث کو متفرع کرتے ہیں جبکہ زیادہ مناسب یہ تھا کہ آپ" **کتاب کذا**" کہہ کر پھر ابواب متفرع کرتے۔
- کچھ ضروری ابحاث کو نظر انداز کر دیتے ہیں جیسا کہ زکوۃ، حدود، عتق، جہاد۔

"اللمع فی اسباب ورودالحدیث" کے مصادر

امام جلال الدین السیوطی نے اس کتاب کو تالیف کرتے ہوئے جن مصادر سے استفادہ کیا ان کی فہرست حسب ذیل ہے ملاحظہ کیجئے۔

• الجامع الصحيح لابى عبد الله محمد بن اسماعيل لبخارى(256ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 36 مقام پر استفادہ کیا	• الجامع الصحيح لمسلم بن حجاج القشيرى(261ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 83 مقام پر استفادہ کیا۔
• سنن ابو داؤدلابی داؤد سليمان بن اشعث(275ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 30 مقام پر استفادہ کیا۔	• جامع الترمذى لمحمد بن عيسى الترمذى (279ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 26 مقام پر استفادہ کیا۔
• سنن النسائى لاحمد بن شعيب لنسائى (303ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 14 مقام پر استفادہ کیا۔	• سنن ابن ماجہ لمحمد بن يزيد المعروف ابن ماجہ (283ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 14 مقام پر استفادہ کیا
• المؤطاء لامام مالک لمالک بن انس (179ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 3 مقام پر استفادہ کیا	• مسند الشافعى لابى عبد الله محمد بن ادريس (204ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 3 مقام پر استفادہ کیا۔
• المسند لامام احمد بن حنبل(241ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 125 مقام پر استفاددہ کیا۔	• الصحيح لمحمد بن اسحق ابن خزيمہ (311ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• الصحيح ابن حبان لمحمد بن حبان (354ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 4 مقام پر استفادہ کیا۔	• المستدرک للحاکم محمد بن عبد الله محمد النيسابورى (405ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 13 مقام پر استفادہ کیا۔
• السنن للبيهقى لابى بكر احمد بن حسين (458ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 14 مقام پر استفادہ کیا۔	• المعجم لطبرانى لابى القاسم سليمان بن احمد (360ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 15 مقام پر استفادہ کیا۔
• المصنف عبد الرزاق بن همام (211ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 7 مقام پر استفادہ کیا	• المصنف لابن ابى شيبہ (235ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 5 مقام پر استفادہ کیا۔
• دلائل النبوة لابى نعيم احمد بن عبد الله (430ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 2 مقام پر استفادہ کیا۔	• مساوى الاخلاق لالخرايطى محمد بن جعفر بن محمد (327ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 2 مقام پر استفادہ کیا۔
• اعتلال القلوب لالخرايطى: اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔	• تهذيب الآثار لابن جرير محمد بن جرير بن يزيد (310ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 4 مقام پر استفادہ کیا۔
• الافراد للدار قطنى على بن عمر (385ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 2 مقام پر استفادہ کیا۔	• الكامل لابن عدى الجرجانى ابو احمد بن عدى بن عبدالله (365ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 3 مقام پر استفادہ کیا۔
• فردوس الاخبار للديلمى شيرو يۃ بن شهر	• المحاملى لابى عبد الله الحسين بن

دار (509ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔	اسماعیل (235ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• زوائد الزهد لعبد الله بن احمدبغدادى (290ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔	• مشيخة لابى على الحسن بن احمد بن شاذان(426ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• ابن منيع محمد بن سعد كاتب الواقدى (230 ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔	• امالى لابى مطيع مكحول بن فضل الله النسفى (318ھ) : اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• اخبار المدينة لالزبير بن بكار بن عبد الله (256ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا	• شجرة العقل لابى عباس محمد بن حسن بن سليمان الزوزونى(480ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• امالى لابى قاسم عبد الملك بن محمد (432ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔	• التاريخ البغداد ، الخطيب ابو بكر احمدبن على بغدادى(463ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 1 مقام پر استفادہ کیا۔
• طبقات ابن سعد لابى بكراحمد بن على (463ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 4 مقام پر استفادہ کیا	• تاريخ بغداد لابن نجار ابو عبد الله محمد بن محمود (643ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 5 مقام پر استفادہ کیا۔
• تاريخ دمشق لابن عساكر ابو القاسم على بن حسن الشافعى (511ھ): اس کتاب سے امام سیوطیؒ نے 10 مقام پر استفادہ کیا۔	

اسبابِ ورودِ حدیث کی استنباطِ احکام میں تشریعی حیثیت

اسبابِ ورودِ حدیث علمِ حدیث اور اصولِ فقہ کا ایک نہایت اہم باب ہے، جس کے ذریعے احادیثِ نبویہ کے صدور کے حالات، پس منظر اور موقع و محل کو سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح قرآنِ مجید کی درست تفسیر کے لیے اسبابِ نزول کی معرفت ضروری ہے، اسی طرح احادیث کے صحیح فہم اور ان سے احکام کے استنباط کے لیے اسبابِ ورود کو جاننا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے حدیث کے الفاظ کی حقیقی مراد، حکم کی علت، اور اس کے عموم و خصوص کو متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔

فقہاء اور اصولیین کے نزدیک اسبابِ ورودِ حدیث استنباطِ احکام میں ایک مؤثر تشریعی قرینہ کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ یہ بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق، ناسخ و منسوخ کی تعیین، اور عام و خاص احکام کی وضاحت میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مزید بر آں، اسبابِ ورود فقیہ کو محض ظاہری الفاظ پر اکتفا کرنے کے بجائے حدیث کے مقاصد اور سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے متوازن اور صحیح شرعی حکم تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین اور محدثین نے فہمِ حدیث اور اجتہادِ فقہی میں اس علم کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ ذیل میں چند ایک نکات قلمبند ہیں ملاحظہ کیجئے۔

1. تشریعی و فقہی حثیت کا تعین

اسبابِ ورودِ حدیث کا علم محض کوئی تاریخی یا روایتی پس منظر نہیں ہے، بلکہ یہ استنباطِ احکام اور قانون سازی میں ایک بنیادی تشریعی ماخذ اور حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح "شانِ نزول" کے بغیر قرآن کی کائناتی آیات کا فہم ادھورا رہتا ہے، اسی طرح سببِ ورود کے بغیر کلامِ نبوی ﷺ کی اصل مراد تک پہنچنا متعذر ہے۔ یہ علم فقہاء اور مجتہدین کو یہ فیصلہ کرنے میں کلیدی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی حکم اپنے الفاظ کے عموم پر باقی ہے، یا وہ کسی خاص واقعے اور فرد کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس علم کو نظر انداز کرنے سے تشریعی احکام کا رخ بدل سکتا ہے، جس کی وجہ سے امت میں فکری اور فقہی لغزشوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

2. علتوں کا ادراک اور شریعت میں وسعت

شریعتِ مطہرہ کا کوئی بھی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اسبابِ ورود کا ایک نمایاں تشریعی پہلو احکام کی "علت " اور اس کی حکمتِ تشریع کا ادراک ہے۔ جب ایک محقق اللمع اور دیگر مآخذ کے ذریعے سببِ ورود کو جان لیتا ہے، تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں حکم کسی مستقل ابدی قانون کے طور پر دیا گیا تھا یا وہ کسی عارضی، تادیبی یا ہنگامی ضرورت کے تحت تھا۔ یہ ادراک جدید دور میں اسلام کے قانونِ لچک اور ابدیت کو ثابت کرنے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کن احکام کا اطلاق زمان و مکان کی تبدیلی سے بدل سکتا ہے اور کون سے احکام ناقابلِ تبدیلی ہیں۔

3. ظاہری تعارض کا خاتمہ اور تطبیق

محدثین اور فقہاء کو درپیش بڑے چیلنجز میں سے ایک احادیث کے متون میں بظاہر پایا جانے والا تعارض (تضاد) ہے۔ اس مقالے کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ "سببِ ورود" وہ بہترین میزان اور علمی آلہ ہے جس کے ذریعے بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق پیدا کی جاتی ہے یا ناسخ و منسوخ کا تعین کیا جاتا ہے۔ جب دو احادیث بظاہر ایک دوسرے کی ضد محسوس ہوں، تو ان کا زمانی اور مکانی پس منظر سامنے آتے ہی یہ اشکال خود بخود دور ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک حکم ایک خاص حالت کے لیے ہوتا ہے اور دوسرا دوسری حالت کے لیے۔

امام سیوطیؒ کا اسباب ورود الحدیث میں امتیازی منہج

اگرچہ متقدمین محدثین (جیسے امام حاکم، امام ابن دقیق العید اور حافظ ابن حجر عسقلانی) نے اصولِ حدیث کی کتب میں اس علم کی اہمیت پر اصولی بحثیں کیں، لیکن امام جلال الدین سیوطیؒ کا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اس بکھرے ہوئے علم کو پہلی بار ایک مستقل فن کے طور پر مدون کیا اور **"اللمع فی اسباب ورود الحدیث"** کی شکل میں امت کو پہلا باقاعدہ فیلڈ ورک فراہم کیا۔ امام سیوطیؒ کا منہج روایتی ہونے کے ساتھ ساتھ تنقیدی بھی ہے۔ انہوں نے احادیث کو فقہی ابواب پر تقسیم کر کے یہ ثابت کیا کہ فقہ اسبابِ ورود سے مستغنی نہیں ہے۔ ان کا اسناد کو حذف کرنا (تعلیق کا اسلوب) اختصار اور قاری کی سہولت کے لیے تھا، جبکہ طرق کا تنوع ان کے علمی تبحر کی دلیل ہے۔

امام سیوطیؒ کی اس مایہ ناز کتاب کے نقائص (مثالب) کا بھی اعتراف کیا جائے، جس کی نشاندہی راقم نے کی ہے۔ امام سیوطیؒ نے جہاں فکری سفر کا آغاز کیا، وہاں بعض فنی تسامحات بھی ملتے ہیں۔ مثلاً، کتابوں کے بجائے براہِ راست ابواب کی تقسیم، کچھ احادیث کا غیر متعلقہ ابواب میں اندراج (جیسے نیت کی حدیث کا طہارت میں لانا)، اور شریعت کے انتہائی اہم ابواب (زکوٰۃ، جہاد، حدود وغیرہ) کا مکمل طور پر چھوٹ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر پہلا قدم تو ہے لیکن آخری مہر نہیں ہے۔ یہ انفرادی منہج دراصل آنے والے دور کے محققین کے لیے نئے تحقیقی راستے کھولتی ہیں۔

خلاصۂ بحث

زیرِ نظر تحقیق **"استنباطِ احکام میں اسبابِ ورودِ حدیث کی تشریعی حیثیت (امام سیوطیؒ کے منہج کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)"** اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ احادیثِ نبویہ کے صحیح فہم اور ان سے درست شرعی احکام کے استخراج کے لیے اسبابِ ورودِ حدیث کو بنیادی اور ناگزیر حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح قرآنِ مجید کے فہم میں اسبابِ نزول کلیدی اہمیت رکھتے ہیں، اسی طرح احادیث کے صدور کے اسباب، حالات اور پس منظر کو جانے بغیر ان کے حقیقی مفہوم، مقاصد اور تشریعی جہات کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔

علمِ اسبابِ ورود الحدیث، علومِ حدیث و اصولِ فقہ کے اہم ترین علوم میں سے ہے، کیونکہ اس کے ذریعے عام و خاص، مطلق و مقید، ناسخ و منسوخ، اور بظاہر متعارض احادیث کے درمیان تطبیق و ترجیح میں مدد ملتی ہے۔ اسی طرح یہ علم حدیث کے حقیقی محل، علت اور مقصد کو واضح کرتا ہے اور فقہاء و مجتہدین کو ظاہری الفاظ سے ہٹ کر نصوص کے مقاصد اور حکمتوں تک رسائی فراہم کرتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''اللمع فی اسباب ورود الحدیث'' اس فن کی اولین مستقل اور منظم تصنیف شمار ہوتی ہے۔ امام سیوطیؒ نے اپنی علمی بصیرت کے ذریعے احادیث کو فقہی ابواب کے تحت جمع کرتے ہوئے ان کے اسبابِ ورود کو بیان کیا اور استنباطِ احکام میں ان کی عملی افادیت کو نمایاں کیا۔ اگرچہ کتاب میں بعض فنی کمزوریاں اور ابواب کی جزوی تشنگی موجود ہے، تاہم اس کے باوجود یہ تصنیف علمِ اسبابِ ورود الحدیث میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

عصرِ حاضر میں حدیثِ نبوی کے بعض انتہاپسند، ظاہریت پسند یا لبرل تعبیرات کی بنیادی وجہ اسبابِ ورود سے غفلت اور سیاق و سباق سے ہٹ کر نصوص کو سمجھنا ہے۔ اسبابِ ورود کی روشنی میں حدیث کو سمجھنے سے اعتدال، وسطیت اور مقاصدِ شریعت کے مطابق متوازن فہم پیدا ہوتا ہے، جو فکری انتشار اور غلط تعبیرات کے سدباب میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

نتائجِ تحقیق

اس تحقیق کے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

1. اسبابِ ورودِ حدیث، فہمِ حدیث اور استنباطِ احکام میں بنیادی اور کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔
2. احادیثِ نبویہ کے صحیح مفہوم، علتِ حکم اور مقصدِ شریعت کو سمجھنے کے لیے اسبابِ ورود کا علم ناگزیر ہے۔
3. اسبابِ ورود کے ذریعے عام و خاص، مطلق و مقید، ناسخ و منسوخ اور بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق و ترجیح ممکن ہوتی ہے۔
4. امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب "اللمع" اس فن کی اولین مستقل اور منظم تصنیف ہے، جس نے اسبابِ ورود الحدیث کے اصولی و

فقہی پہلوؤں کو نمایاں کیا۔

5. امام سیوطیؒ نے اپنی تصنیف میں احادیث کے پس منظر کو واضح کر کے فقہی استنباط میں اس علم کی عملی اہمیت کو اجاگر کیا۔
6. اسبابِ ورود کا علم صرف منقول روایات کے ذریعے معلوم ہوتا ہے، محض عقلی اجتہاد سے اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔
7. جدید دور میں حدیث کی انتہا پسندانہ، شدت پسندانہ یا لبرل تعبیرات کی ایک بڑی وجہ اسبابِ ورود سے عدم واقفیت ہے۔
8. اسبابِ ورود الحدیث کا علم مقاصدِ سنت اور وسطیت پر مبنی معتدل دینی فکر کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

- جامعات اور دینی مدارس میں علمِ اسبابِ ورود الحدیث کو علومِ حدیث اور اصولِ فقہ کے مستقل مضمون کے طور پر شامل کیا جائے۔
- امام سیوطیؒ کی کتاب "اللمع" سمیت اس موضوع کی بنیادی عربی کتب کے اردو تراجم، تحقیقی شروح اور جدید اسلوب میں تعارف پر کام کیا جائے۔
- اسبابِ ورود الحدیث کے موضوع پر جدید فقہی، سماجی اور قانونی مسائل کے تناظر میں مزید تحقیقی مطالعات کیے جائیں۔
- معاصر دینی و فکری مباحث میں احادیث کی تعبیر کرتے وقت اسبابِ ورود، مقاصدِ شریعت اور سیاق و سباق کو بنیادی اہمیت دی جائے۔
- مستشرقین اور جدید فکری حلقوں کی جانب سے احادیثِ نبویہ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کے علمی جواب کے لیے اسبابِ ورود الحدیث کے اصولوں کو مؤثر انداز میں استعمال کیا جائے۔
- اردو زبان میں اس موضوع پر تحقیقی و علمی مواد کی کمی پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس فن کی افادیت عام علمی حلقوں تک پوری طرح منتقل نہیں ہو سکی۔ اس پر تحقیقی حوالے سے کام کیا جائے۔
- عصرِ حاضر کے فقہی، سماجی اور فکری مسائل کے حل میں اسبابِ ورود الحدیث کی روشنی میں اجتہادی منہج اختیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات:

1 السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، ابو بکر، اللمع فی اسباب ورود الحدیث (مکتبۃ البحوث، دار الفکر، بیروت 1996ء) ص 5۔

2 شاہ ولی اللہ دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ (دار الجیل، بیروت، 1426ھ) ج 1، ص 245۔

3 حجۃ اللہ البالغہ، ص 244۔

4 عتر، ڈاکٹر نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث (دار الفکر، بیروت، 1399ھ) ص 334۔

5 تھانوی، محمد بن علی ابن القاضی، موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون (مکتبہ لبنان ناشرون، البیروت، 1996ء) باب حرف السین، ج 1، ص 924۔

6 ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب (دار صادر، بیروت، س ن م) ج 1، ص 455۔

7 السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، اللمع فی اسباب ورود الحدیث، ص 5۔

8 السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، اللمع فی اسباب ورود الحدیث (تحقیق: یحیٰ اسماعیل احمد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت 1404ھ) ص 11۔

9 حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ) کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الفاتحہ، ح 3021۔

10 سعید، محمد رافت، اسباب ورود الحدیث تحلیل و تاسیس (ریاسۃ المحاکمۃ الشریعۃ والشؤون الاسلامیۃ، قطر 1414ھ) ص 149

11 الانعام: 82۔

12 البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن) کتاب التفسیر، باب سورہ الانعام، رقم الحدیث: 4629۔

13 النیشاپوری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (دار الجیل، بیروت، س۔ن) **کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیر اور شر من الموتی**، رقم الحدیث: 2241۔

14 الصنعانی، عبد الرزاق، ابو بکر، المصنف عبد الرزاق (تحقیق: حبیب الرحمن الاعظمی، مکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ) **کتاب الایمان والنذور، باب النذر بالمشی الی بیت المقدس**، رقم الحدیث: 15891۔

15 1. **جوامع :** "جامع" اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں دین کے تمام بنیادی ابواب پر احادیث جمع کی گئی ہوں۔ علمائے حدیث کے نزدیک جامع کہلانے کے لیے آٹھ ابواب کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ 1۔ سیرت (نبی کریم ﷺ کی زندگی)، 2. آداب، 3. تفسیر، 4. عقائد، 5. فتن (علاماتِ قیامت)، 6. احکام (فقہ)، 7. رقاق (دل کو نرم کرنے والی باتیں)، اور 8. مناقب (صحابہ کی فضیلت)۔ اس ضمن میں جو کتب شامل ہیں ان میں الجامع الصحیح للبخاری والمسلم وغیر ھم۔ **2. مسانید :** "مسند" وہ کتاب ہے جس میں احادیث کو موضوعات (نماز، روزہ وغیرہ) کے بجائے صحابہ کرام کے ناموں کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہو۔ مثلاً پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تمام مرویات، پھر حضرت عمرؓ کی، اور اسی طرح دیگر۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبل۔ وغیر ھم۔ **3. معاجم :** معجم "وہ کتاب ہے جس میں احادیث کو استاد (شیوخ) کے ناموں کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہو۔ عام طور پر یہ ترتیب حروفِ تہجی کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسا کہ المعجم الکبیر (امام طبرانی)، جس میں انہوں نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث درج کی ہیں۔ .4اجزاء : "جزء" ایک چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں یا تو کسی ایک راوی کی تمام احادیث ہوں یا کسی ایک مخصوص موضوع پر احادیث جمع کی گئی ہوں۔ جیسا کہ "جزء رفع الیدین" (امام بخاری)، جس میں صرف ایک فقہی مسئلے پر احادیث ہیں۔ **5. مشیخات:** یہ وہ کتابیں ہیں جن میں ایک محدث اپنے ان تمام اساتذہ کا ذکر کرتا ہے جن سے اس نے احادیث سنی ہوتی ہیں۔ اس میں اساتذہ کے حالات اور ان سے سنی ہوئی مخصوص احادیث بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ مشیخۃ ابن الجوزی۔ .6امالی : "امالی" املاء سے نکلا ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو استاد کی زبان سے نکلی ہوئی احادیث کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ استاد (محدث) حدیث بیان کرتا تھا اور شاگرد اسے مجلس میں لکھتے جاتے تھے۔ ان مجالس میں لکھی گئی یادداشتوں کے مجموعے کو "امالی" کہتے ہیں۔ جیسا کہ امالی ابن حجر عسقلانی۔

16 سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، اللمع فی اسباب ورود الحدیث، ص 127

17 اللمع فی اسباب ورود الحدیث، ص 132